حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا سے متعلق تاریخی روایات کا تحقیقی جائزہ

A Scholarly Review of Some Historical Narrations Regarding Hadrat Hinda (R.A)

ڈاکٹر عرفان اللہ*

انوار اللہ**

ABSTRACT:

Some Historians have blamed on Hadrat Hind (R.A) that she mutilated the corpse and chewed the liver of Hadrat Hamza (R.A), which is the cruelty of a specific group of the opponents of Companions. But the Text Book Board of KPK has included exactly these narrations in the curriculum of Urdu compulsory of fifth class. Firstly, this incident was happened before accepting Islam, and when she accepted Islam then there is no blame can be raised upon her on this incident. But definitely, these narrations impact the mind of children. It was necessary to test the authenticity of these narrations before including in curriculum. In this article, some Historical narrations regarding Hadrat Hind (R.A) have been chosen, and some authentic narrations from Ahadith Books have been presented in order to reject these Historical narrations in a scholarly manner.

Keywords: Hazrat Hind (R.A), Historical Narrations, KP Textbook Board.

نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے آخری پیغمبر بنا کر بھیجا اور اس بات کو قرآن میں یوں بیان فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔[1]

ترجمہ: محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز پر عالم ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی شریعت کو بھی اللہ نے آخری بنادیا اور آپ ﷺ کو دی ہوئی کتاب کو بھی آخری کتاب بنادیا اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ والا ایسا سند دیا جو اس سے پہلے کسی پیغمبر کے ساتھیوں کو نہیں ملا۔ مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تاریخ اسلام کے مؤرخین نے سہواً یا عمداً ان صحابہ سے متعلق اپنی کتب میں ایسی روایات کو جگہ دے دی جن سے یہ لوگ کوسوں دور تھے۔ یہ روایات یا تو غلو فی المحبۃ کی وجہ سے فضائل کے باب میں سے ہیں یا غلو فی البغض کی وجہ تنقیص کے باب میں سے ہیں، اور

*Assistant Professor, Deptt. Of Islamic Studies & Research, University of Science & Technology, Bannu -Email: drirfankhan661@gmail.com

** Ph.D Scholar, Deptt. Of Islamic Studies & Research, University of Science & Technology, Bannu -Email: anwarakdc@yahoo.com

اس قسم کے روایات کافی تعداد میں موجود ہیں لیکن یہاں پر اس مختصر مقالہ میں حضرت ہند بنت عتبۃ رضی اللہ عنہا سے متعلق تاریخ کی روایات کو موضوع تحقیق بنایا جارہا ہے جو کہ زبان زد عام ہیں۔ روایت کچھ یوں ہے:

قال أبو جعفر وكان الذي هاج غزوة أحد بين رسول الله ﷺ ومشركي قريش وقعة بدر وقتل من قتل ببدر من أشراف قريش ورؤسائهم فحدثنا ابن حميد قال حدثنا سلمة عن محمد بن إسحاق قال وحدثني محمد بن مسلم بن عبيدالله بن شهاب الزهري ومحمد بن يحيى بن حبان وعاصم بن عمر بن قتادة والحصين بن عبدالرحمن بن عمرو بن سعد بن معاذ وغيرهم من علمائنا كلهم قد حدث ببعض هذا الحديث عن يوم أحد وقد اجتمع حديثهم كلهم فيما سقت من الحديث عن يوم أحد قالوا لما اصيبت قريش أومن قاله منهم يوم بدر من كفار قريش من أصحاب القليب فرجع فلهم إلى مكة ورجع ابو سفيان بن حرب بعيره مشى عبدالله بن أبي ربيعة وعكرمة بن أبي جهل وصفوان بن أمية في رجال من قريش ممن أصيب آباؤهم وأبناؤهم وإخوانهم ببدر فكلموا ابا سفيان بن حرب ومن كانت له في تلك العير من قريش تجارة فقالوا يا معشر قريش إن محمدا قد وتركم وقتل خياركم فأعينونا بهذا المال على حربه لعلنا أن ندرك منه ثأرا بمن أصيب منا ففعلوا فاجتمعت قريش لحرب رسول الله ﷺ حين فعل ذلك أبو سفيان وأصحاب العير بأحابيشها ومن أطاعها من قبائل كنانة وأهل تهامة وكل أولئك قد استعووا على حرب رسول الله ﷺ۔[2] الخ

ترجمہ: قریش بڑی شان و شوکت سے جنگ کے لئے نکلے اور قریش کے مختلف قبیلے اور وہ لوگ جو بنو کنانہ اور تہامہ میں سے تھے، ان کے ساتھ تھے اور یہ لوگ اپنی پردہ نشین عورتوں کو بھی ساتھ لے گئے تھے تاکہ وہ عورتوں کی نگہبانی کے احساس سے جنگ سے منہ نہ موڑیں۔ پس ابوسفیان بن حرب بھی نکلے اور وہ لوگوں کے قائد تھے، ان کے ساتھ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بھی تھیں اور عکرمہ بن ابی جہل بن ہشام بن المغیرہ بھی نکلے۔ ان کے ساتھ ام حکیم بنت الحارث بن الہشام بن المغیرہ بھی تھیں۔ حارث بن الہشام بھی تھے، ان کے ساتھ فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ، (حضرت خالد بن الولید کی بہن)، صفوان بن امیہ بن خلف بھی نکلے اور ان کے ساتھ برزہ تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ برّہ بنت مسعود بن عمرو بن عمیر الثقفیہ بھی نکلیں اور یہ عبداللہ بن صفوان کی والدہ ہیں، عمرو بن عاص بن وائل بھی نکلے اور ان کے ساتھ بریطہ بنت منبہ بنت الحجاج بھی تھی اور یہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی والدہ تھیں اور طلحہ بن ابی طلحہ اور ابو طلحہ عبداللہ بن عبدالعزی بن عثمان بن عبدالدار بھی نکلے اور ان کے ساتھ سلافہ بنت سعد تھیں اور وہ طلحہ کے بیٹے سلافہ، الجلاس اور کلاب کی والدہ ہیں اور اس دن یہ تینوں اور ان کے والد قتل ہوئے۔ خناس بنت مالک بن المغرب نکلی، یہ بنو مالک بن حسل کی عورتوں میں سے ایک ہے۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا ابو عزیز بن عمیر تھا اور یہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی ماں ہے اور عمرہ بنت علقمہ نکلی، یہ بنی حارث بن عبد مناف بن کنانہ کی عورتوں میں سے ایک ہے۔

اس کہانی کو ابن اسحاق اور ابن جریر طبری جو کہ ابن اسحاق ہی کی روایت ہے، اور اسی کو علامہ شبلی نعمانی نے بھی سیرۃ النبیؐ

میں نقل کیا ہے، کو بڑھاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ہندر ضی اللہ عنہا کے باپ عتبہ کو بدر میں قتل کیا تھا اور جبیر بن مطعم کے چچا بھی حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے۔ اس بناء پر ہندر ضی اللہ عنہا نے وحشی رضی اللہ عنہ کو، جو جبیر بن مطعم کا غلام تھا اور حربہ اندازی میں کمال رکھتا تھا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل پر آمادہ کیا اور یہ اقرار ہوا کہ اس کار گزاری کے صلہ میں اُس کو آزاد کر دیا جائے گا۔ قریش کی عورتوں نے انتقام بدر کے جوش میں مسلمانوں کے لاشوں کا مثلہ کیا اور ان کے ناک، کان کاٹے۔ ہند نے ان کا ہار بنایا اور اپنے گلے میں ڈالا۔ حمزہ رضی اللہ کے لاش پر گئی اور ان کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکالا اور چبا گئی لیکن گلے سے نہ اتر سکا اس لئے اگل دینا پڑا اور ہند نے اپنا ہار حبشی رضی اللہ عنہ کے گلے میں ڈالا۔ تاریخوں میں ہند کا جو لقب جگر خوارہ لکھا جاتا ہے وہ اسی بناء پر لکھا جاتا ہے''۔[3]

اس روایت پر تبصرہ:

اس روایت پر غور کرنے سے مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں۔

1: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی رضی اللہ عنہ تھے۔

2: حبشی رضی اللہ عنہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔

3: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے پر ان کی آزادی موقوف تھی۔

4: اس قتل پر بعض مؤرخین کے مطابق ان کو جبیر بن مطعم نے آمادہ کیا اور بعض کے بقول ہندر ضی اللہ عنہا نے۔

5: بعض مؤرخین کے نزدیک ہندر ضی اللہ عنہا نے ان کو آزاد کرنے کا وعدہ کیا تھا جب کہ وہ اس کا غلام بھی نہ تھا اور بعض کے نزدیک جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے آزاد کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ جب حبشی رضی اللہ عنہ ہندر ضی اللہ عنہا کے غلام بھی نہ تھے تو اس کو آزاد کرنے کا اختیار کہاں سے اس کے پاس آیا؟

6: اس جنگ میں قریش کی متعدد عورتیں شریک تھیں۔

7: ان تمام عورتوں نے مسلمانوں کے لاشوں کا مثلہ کیا اور ان کے کان وناک کاٹ ڈالے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان عورتوں میں مؤرخین کو صرف ایک ہندر ضی اللہ عنہا کا نام نظر آیا باقی کسی بھی عورت کا ذکر نہیں ہے جس نے مثلہ کیا ہو؟ آخر باقی عورتوں کا حال کیوں نہیں بیان کیا گیا؟ جن کے اسماء طبری کی روایت میں اوپر مذکور ہوئے۔

8: علامہ شبلیؒ نے اس کو جگر خوارہ کا لقب دیا اور یہ کہا کہ تاریخ کی کتابوں میں اس کا نام جگر خوارہ نام اس وجہ سے لکھا جاتا ہے لیکن کسی بھی عربی لغت کی کتاب کو اٹھایا جائے تو جگر خوارہ کا لفظ نہیں ملے گا بلکہ جگر خوارہ کا لفظ فارسی کا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ بنو امیہ خاندان کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے فارسی زبان لوگوں نے رکھ دیا ہو۔

9: اس روایت کو ابن اسحاق کے علاوہ کوئی اور روایت ہی نہیں کرتا۔

10: ایک اہم اور سوال کہ جب حبشی رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے بعد نبی کریم ﷺ کے پاس گئے تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تو مجھ سے اپنا چہرہ نہیں چھپا سکتا؟ اور اس کی وجہ صرف حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قتل تھا۔اب سوال یہ ہے کہ قتل جس کے ایماء پر ہوا ہے اور کس نے حبشی کے ساتھ آزادی اور انعام کا وعدہ کیا ہے ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے یہ برتاؤ کیوں نہیں کیا؟ یعنی جبیر بن مطعم اور ہند رضی اللہ عنہما کے ساتھ۔ان دونوں کے ساتھ تو حبشی رضی اللہ عنہ سے بھی سخت برتاؤ کرنا چاہیے تھا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ان دونوں کے ساتھ بہت ہی اچھا رویہ تھا۔

11: اس جنگ میں جتنے بھی صحابہ شریک تھے کسی سے بھی اس طرح کی کوئی روایت نہیں نقل کی گئی اور کفار کی طرف سے اس جنگ میں جتنے مرد اور عورتیں شریک تھیں (جن کے نام اوپر کی روایت میں مذکور ہیں) جو کہ اس جنگ کے چشم دید گواہ تھے، ان میں سے کسی نے بھی حضرت ہند رضی اللہ عنہا کا یہ قصہ بیان نہیں کیا کہ اُس نے حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا۔ہاں البتہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ جنگ کے اختتام پر ایک اعلان خود کرتے ہیں: ''ہمارے کچھ افراد نے لاشوں کا مثلہ کیا ہے لیکن میں نے نہ تو اس کا حکم دیا تھا اور نہ مجھے یہ بات بری معلوم ہوئی''[4]۔

اب ابو سفیان کے یہ الفاظ اس بات کی شہادت ہے کہ یہ کام صرف عورتوں نے نہیں کیا تھا بلکہ اس میں مرد بھی شامل تھے۔ اب یہ کام کس کس نے کیا تھا اور کون سے مرد نے کیا تھا اور کون سی عورت نے کیا تھا؟ اس جنگ کے چشم دید گواہوں میں سے کوئی بھی بیان نہیں کرتا لیکن ابن اسحاق کو حضرت ہند کی ذات ضرور نظر آئی کہ یہ کام صرف اسی نے کیا ہے۔ضروری ہے کہ تاریخ کی کتابوں پر کسی فیصلہ سے پہلے حدیث کی کتابوں کا ایک بار ضرور ورق گردانی کرنی چاہیئے تاکہ ان قصہ گو تاریخ دانوں کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ حضرت حمزہ کی شہادت خود اس کے قاتل حضرت حبشی کے زبانی اگر دیکھ لیا جائے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ذات پر کبھی بھی کوئی کیچڑ نہیں اُچال سکے گا۔ صحیح بخاری میں حبشی کی زبانی واقعہ وہاں تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔واقعہ کچھ یوں ہے:

قَالَ لِي عُبَيْدُ اللَّهِ هَلْ لَكَ فِي وَحْشِيٍّ نَسْأَلُهُ عَنْ قَتْلِ حَمْزَةَ قُلْتُ نَعَمْ . وَكَانَ وَحْشِيٌّ يَسْكُنُ حِمْصَ فَسَأَلْنَا عَنْهُ فَقِيلَ لَنَا هُوَ ذَاكَ فِي ظِلِّ قَصْرِهِ ، كَأَنَّهُ حَمِيتٌ۔۔۔۔۔الخ۔[5]

ترجمہ: عبید اللہ بن عدی نے (حضرت حبشی) سے کہا کہ تم ہمیں حضرت حمزہ کی شہادت کا واقعہ بتا سکتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! بات یہ ہوئی کہ بدر کی لڑائی میں حضرت حمزہ نے طعیمہ بن عدی بن خیار کو قتل کیا تھا۔میرے آقا جبیر بن مطعم نے مجھ سے کہا کہ اگر تم نے حمزہ کو میرے چچا (طعیمہ) کے بدلے میں قتل کر دیا تو تم آزاد ہو جاؤ گے۔انہوں نے پھر بتایا کہ جب قریش عینین کی جنگ کیلئے نکلے (عینین احد کی ایک پہاڑی ہے اس کے اور احد کے درمیان ایک وادی حائل ہے) تو میں بھی ان کے ساتھ جنگ کے ارادے سے ہو لیا۔جب (دونوں فوجیں آمنے سامنے) لڑنے کیلئے صف آراء ہو گئیں تو (قریش کے صف میں) سباع بن عبد العزی نکلا اور اس نے آواز دی: ہے کوئی لڑنے والا؟ (اس کی دعوت مبارزت پر) حمزہ بن عبد المطلب نکل کر آئے اور فرمایا: اے سباع! اے ام انمار کے بیٹے!

جو عورتوں کے ختنے کیا کرتی تھی۔ تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑنے آیا ہے؟ پھر حمزہ نے اس پر حملہ کیا اور اس کو گزرے ہوئے کل کی طرح بنا دیا۔ ادھر میں ایک چٹان کے نیچے حمزہ کی تاک میں تھا اور جوں ہی وہ مجھ سے قریب ہوئے، میں نے ان پر اپنا چھوٹا نیزہ پھینک کر مارا۔ نیزہ ان کی ناف کے نیچے جا کر لگا اور ان کی سرین کے پار ہو گیا اور یہی ان کی شہادت کا سبب بنا، پھر جب قریش واپس ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ واپس ہو گیا اور مکہ میں مقیم رہا لیکن جب مکہ بھی اسلامی سلطنت کے تحت آ گیا تو میں طائف چلا گیا۔ طائف والوں نے بھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک خادم بھیجا تو مجھ سے وہاں کے لوگوں نے کہا کہ انبیاء کسی پر زیادتی نہیں کرتے۔ چنانچہ میں بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو دریافت فرمایا: کیا تمہارا ہی نام وحشی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ پھر فرمایا کہ تم ہی نے حمزہ کو شہید کیا تھا؟ میں نے عرض کیا جو آپ ﷺ کو اس معاملے میں معلوم ہے، وہی صحیح ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ اپنی صورت کبھی مجھے نہ دکھاؤ؟ اور پھر میں وہاں سے نکل گیا۔ (اس سے آگے مسلمہ کذاب کے قتل کا واقعہ بیان کرتے ہیں جو اختصار کی وجہ سے چھوڑا جا رہا ہے۔ تفصیل کیلئے حوالہ بالا دیکھے)۔

بخاری کی روایت میں جس کو حبشی خود بیان کرتے ہیں، کہیں بھی یہ نہیں ہے کہ ہند نے مجھ سے آزادی کا وعدہ کیا بلکہ اپنے آقا جبیر بن مطعم کا کہہ رہے ہیں کہ اس نے اپنے چچا کے بدلے میں آزادی کا وعدہ کیا۔ نہ ہند کے کسی انعام دینے کا اعلان کیا اور نہ ہی کلیجہ چبانے کا کوئی تذکرہ کیا اور نہ ہی اس کو ہار پہنانے کا کوئی تذکرہ۔ تو پھر ابن اسحاق کو ان ساری باتوں کا حال کس نے سنایا؟ اگر وہ صالح بن کیسان (جو ایک ثقہ راوی ہے) کا نام لیتا ہے تو صالح بن کیسان سے کس صحابی نے یہ واقعہ بیان کیا؟ یہ بتانے سے تاریخ کی کتابیں قاصر ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابن اسحاق کی اختراع ہے اور اپنی اس اختراع کو صالح بن کیسان کی جانب منسوب کرتا ہے۔

12:　حضرت ہند رضی اللہ عنہا جب بیعت علی الاسلام کرتی ہے تو نبی کریم ﷺ سے فرماتی ہیں:

وَقَالَ عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ مِنْ أَهْلِ خِبَاءٍ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ قَالَ وَأَيْضًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ۔[6]

ترجمہ:　حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہند رضی اللہ عنہا آئی اور کہا: اے رسول اللہ ﷺ روئے زمین پر جتنے خیمے والے بستے ہیں ان میں سے آپ سے زیادہ میری نظروں میں کوئی ذلیل نہ تھا لیکن اب روئے زمین کے تمام بسنے والوں میں مجھے آپ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میرا بھی یہی حال ہے۔

سوچنے کی بات ہے کہ ایک بندہ دوسرے کے چچا کو قتل بھی کروائے اور پھر اس کا کلیجہ باہر نکال کر اس کو چبائے اور پھر دوسرا اس سے محبت کا اظہار کرتا پھرے؟ بہت تعجب کی بات یہ بھی ہے کہ حبشی رضی اللہ عنہ کو تو دوبارہ اپنے سامنے آنے سے بھی منع کر رہے ہیں جنہوں نے چچا کو قتل کیا تھا لیکن جس کے کہنے پر قتل کیا ہو اور جس نے یہ حالت بھی کی ہو تو اس سے ایسا سلوک کیونکر ہو؟ فیا للعجب۔

تاریخی روایات پر فیصلہ کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ کتب حدیث کے ذخیرہ کو دیکھنے کی زحمت کی جائے لیکن یہاں پر معاملہ برعکس ہے کہ تاریخ کی روایت کو دیکھ کر ہی فیصلہ کیا جاتا ہے اور یہی حال خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور کا بھی ہے جنہوں نے جماعت پنجم کے اردو کی کتاب میں "فاتح مکہ (حضرت محمد ﷺ)" کے عنوان پر ایک سبق شامل کیا ہے، جس میں آپ ﷺ کا اپنے اور دشمنان اسلام کے ساتھ اعلی اخلاق اور عفو درگزر کا ایک مثالی کردار پیش کیا ہے۔ جن لوگوں نے آپ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں پر ظلم وجور کے پہاڑ ڈالے تھے اور مسلمانوں پر اپنی طرف سے ایذارسانیوں اور تکالیف میں کسی قسم کی کسر نہیں چھوڑی تھی جس کی وجہ سے وہ اپنا دین، ایمان بچانے کی خاطر ہجرت پر مجبور ہو گئے، لیکن ٹھیک 8 سال بعد جب رحمت اللعالمین مکہ میں فاتحانہ داخل ہوتے ہیں تو ہر شخص پناہ کی تلاش میں متحیر و پریشان ہو کر اِدھر اُدھر بھاگتا نظر آتا ہے لیکن انہیں کوئی پناہ گاہ نظر نہیں آتی۔ اتنے میں اعلان ہوتا ہے کہ جو شخص ہتھیار پھینک دے یا خانہ کعبہ کے اندر بیٹھ جائے یا ابو سفیان کے گھر میں چلا جائے یا اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے، وہ امان میں ہوگا۔ اللہ کے محبوب ﷺ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہو کر اپنی پیشانی خاک میں رکھ کر اللہ کا شکر بجالاتے ہیں۔ خانہ کعبہ سے باہر تشریف لاکر لوگوں کا ہجوم آپ کے فیصلے کا منتظر ہے کہ اب آپ ﷺ دشمنان اسلام کے بارے میں کیا فیصلہ فرما رہے ہیں۔ اس دوران آپ اہل مکہ سے پوچھتے ہیں۔ "اے اہل مکہ! تمہارا کیا خیال ہے، میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟" وہ سب بیک آواز بول اٹھتے ہیں: "آپ ہمارے بھائی، کریم ابن کریم ہیں"۔ آپ ﷺ کے یہ کریمانہ الفاظ سن کر کسی کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آتا، کہ کیا واقعی رسول ﷺ نے ہماری خطائیں معاف فرما دی ہیں؟ کیا آپ ﷺ ہم سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کریں گے؟ کیا آپ ﷺ نے ہمارے جرم اور زیادتیاں بھلا دی ہیں؟ آج کا دن عظیم دن ہے، عام معافی کا دن!

(عام معافی میں مؤرخین نے تمام کفار کی ایذارسانیوں اور تکالیف کو چھوڑ کر صرف ان تین شخصیات ابو سفیان اور اس کی بیوی ہندہ اور غلام وحشی کو اسلام اور پیغمبر کی دشمنی پر مشتمل تاریخی روایات پیش کئے ہیں نمونے کے طور پر نصاب کی اس کتاب میں یہاں ایک اقتباس پیش کیا جا رہا ہے): "معافی پانے والوں میں ابو سفیان بھی شامل ہے۔ یہ وہی ابو سفیان ہے جس کی اسلام دشمنی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں وہ مسلمانوں کے خلاف سازشوں اور جنگوں میں شریک رہا ہے۔ شان رسول ﷺ دیکھیے کہ آپ ﷺ نہ صرف اسے معاف فرما دیتے ہیں بلکہ اس کے گھر کو امان کی جگہ قرار دے دیتے ہیں۔ ابو سفیان کی بیوی ہندہ دربار رسالت میں شرمندہ کھڑی ہے اسے جنگ احد کا وہ منظر یاد آ رہا ہے جب اس کے حکم پر وحشی نے رسول اللہ ﷺ کے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ ہندہ نے ان کا جگر نکال کر چبایا۔ ہندہ ہی کے کہنے پر حضرت حمزہ کی لاش کی بے حرمتی کی گئی تھی۔ آج وہ سوچ رہی ہے کہ کس منہ سے اس عظیم پیغمبر ﷺ کے سامنے جائے۔ بالآخر وہ خدمت رسول ﷺ میں حاضر ہوتی ہے اور مسلمان ہو جاتی ہے۔ حضور ﷺ اسے بھی معاف فرما دیتے ہیں۔ حضرت حمزہ کے قاتل وحشی کو اپنی معافی کا یقین نہیں آ رہا ہے۔ وہ خوف کے مارے مکہ سے بھاگ گیا۔ کچھ عرصہ چھپتا پھرا اور آخر کار رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں پیش ہو کر اسلام قبول کر لیا"[7]۔

اب قارئین فیصلہ کریں کہ کسی صحابیہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ہمارے نصاب تعلیم میں بچوں کو جب بچپن سے اس طرح کا درس کیا جائے گا تو کیا وہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے دشمنی نہیں رکھیں گے اور کیا ان کے کچے ذہنوں میں ان کیلئے غبار پیدا نہیں ہو گا اور پھر شرمندہ جیسے الفاظ کا لانا ان ہستیوں پر ظلم ہے اور کیا نبی کریم ﷺ کی صفت رحمۃ للعالمین صرف اسی طرح کے واقعات سے ہی سمجھائی جاسکتی ہے ؟ ایسے کئی ایک واقعات ہیں جن سے نبی کریم ﷺ کی رحمۃ للعالمین والی صفت ثابت کی جاسکتی ہے نہ کہ کسی صحابی یا صحابیہ کی تنقیص کر کے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ خیبر پختونخواٹیکسٹ بک بورڈ ان چیزوں پر نظر ثانی کر کے ان تاریخی روایات کو نکال دیں۔

خلاصہ بحث:

تاریخی روایات پر فیصلہ کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ذخیرہ احادیث کی ورق گردانی کی جائے کیونکہ اسلامی تاریخ ہی کی وجہ سے مختلف فرقے ایک دوسرے کے ساتھ بر سرپیکار رہتے ہیں۔ اس لئے تو کہتے ہیں کہ کسی بھی چیز کی محبت اور بغض انسان کو اندھا بنادیتی ہے اور اسلامی تاریخ اس طرح کی روایات سے بھری پڑی ہے جس میں کسی ایک کی تعریف ہے تو دوسرے کی تنقیص۔ حضرت ہندرضی اللہ عنہا بھی باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح مؤرخین کی روایات سے بچ نہیں پائی ہیں اور ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کی ہیں کہ جن کو سن کر ہر مسلمان کا خون گرم ہوتا ہے اور پھر جب اس طرح کی روایات کو ٹیکسٹ بک بورڈ کسی نصاب کا حصہ قرار دیتا ہے تو یہ بڑی تعجب کی بات ہے۔

حوالہ جات

---

[1] الاحزاب40:33

[2] ابو جعفر الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوك، باب غزوة احد، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1407ھ، ج2، ص59

[3] محمد بن اسحاق بن یسار، سیرة ابن اسحاق(المبتداء والمبعث والمعازی)، بابغزوة ذی أمر الی نجد سنة ثلاث، ج3، ص312

[4] سلیمان بن داؤد بن الجارود، مسند ابی داؤد الطیالسی، دار ھجر للطباعة والنشر، 1419ھ/ 1999م، ج2، ص95، رقم761

[5] البخاری، ابو عبدالله محمدبن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب قَتْلُ حَمْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، دار ابن کثیر بیروت، 1407ھ/1087م، ج4، ص1494، رقم3844

[6] ایضاً، باب ذِكْرُ هِنْدٍ بِنْتِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، ج5، ص49، رقم3825

[7] خیبر پختونخواٹیسکٹ بک بورڈ پشاور، اردو(لازمی)، برائے جماعت پنجم، ص12-15